© rasailojaraid.com

عزیز : نواب عبدالعزیز خاں عزیز بریلوی رئیس بریلی حافظ رحمت خانی کی وفات ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ میں ہوئی۔ جب انہیں دفن کیا جا چکا تو نواب نیاز احمد خاں ہوش نے جن کی وفات عزیز کے کچھ دن بعد ہی ہوئی، فی البدیہہ یہ قطعہ کہا:

"عزیز مصر سخن چل دیے عدم جو آج" — تو رنج و غم ہوا اتنا شمار جس کا نہیں

برائے سال تو اے ہوش پہلے مصرع سے[۳۹]

مٹا دے شرط کہ اس وقت کام اس کا نہیں ۱۳۰۹ھ

پہلے مصرع کے اعداد جو کہ سادہ ہے ۱۳۱۸ ہوتے ہیں، مگر چوتھے مصرع کی رو سے اس میں سے حرف شرط "جو" کے (۹) عدد کا استخراج کیا جائے (۱۳۱۸-۹) = ۱۳۰۹ تو مطلوبہ ہجری سنہ حاصل ہو رہا ہے۔ اس تاریخ پر سالم الاعداد تاریخ بھی سر تسلیم خم کرتی ہے۔

سفلی : عنایت اللہ خاں نام عرف کالے خاں۔ رامپور میں تقریباً ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام عظیم اللہ خاں۔ آگرہ میں آکر رہائش اختیار کی۔ عنایت و سفلی تخلص تھے۔ بڑے مزاحیہ شاعر تھے۔ بروزِ جمعہ دہم صفر ۱۳۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ انور نے قطعہ تاریخ کہا جس سے سفلی کے اوصاف و شخصیت پر بھی واضح روشنی پڑتی ہے:۔ امام الدین خاں انور رامپوری کا کہا ہوا قطعہ یہ ہے:۔

عنایت اللہ کہ مشہور تھے جو کالے خاں — ہوئے طفیل محمدؐ غریقِ رحمتِ رب

صفر کی دسویں کو جمعہ کے دن جو رحلت کی — گئے بہشت میں الطافِ کبریا کے سبب

بڑے فصیح و بلیغ و ظریف شاعر تھے — چراغِ بند انہیں جانتے تھے اہل عرب

یہ لطف ہے کہ لطیفہ تھا اُن کا ہر فقرہ — ہر ایک بات میں کتنے ہی معنی و مطلب

کمالِ پاک طبیعت فرشتہ طینت مرد — جہاں میں ہوتے ہیں انسان ایسے پیدا کب

---

۳۹ تاریخ لطیف ص ۴۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خوش اعتقاد و خوش اخلاق، خوش نویس و ذکی
وفا شعار عبادت گذار اہلِ ادب
سخی و منکسر و نیک خو، کریم النفس!
حلیم و صابر و ہر دل عزیز و خیر طلب
ہر ایک مذہب و ملت کے خاص و عام انکو
عزیز رکھتے تھے اور اُن کے ہیں ثنا خواں سب

سروشِ غیب سے اقوؔ نے یہ سنی تاریخ
" عنایت اللہ یہ ہے رحمتِ الٰہی اب "[۱۳] ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

شادؔ: شیخ محمد جان شادؔ لکھنوی ہیرو میر بعارضۂ فالج ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء مطابق سمت ۱۹۵۶ بکرمی میں فوت ہوئے۔ راجہ عنایت سنگھ عنایتؔ لکھنوی نے قطعۂ تاریخ وفات کہا:-

لکھنؤ خالی ہوا جاتا ہے، جنت آباد
عیشؔ کے بعد گئے شادؔ بھی اس عالم سے
لکھو سمت میں عنایتؔ زسرِ آہ و بکا
" عیشؔ ہی جب نہیں تو شادؔ یہاں کیا کرتے "[۱۴] ۱۹۵۶ = ۱۹۵۶ بکرمی

مولانا محمد عبدالرحیم کلیمؔ لکھنوی نے فارسی میں تاریخ لکھی:-

نکتہ دانے شاعرے در لکھنؤ کرد انتقال
یادگارِ میرؔ و سوداؔ بود آں والا نژاد
سال مرگش در سنِ ہجری نوشتم اے کلیمؔ
" موجب گلہا بجنت شد محمد جان شادؔ "[۱۵] ۱۳۱۷ھ

امیرؔ مینائی: منشی امیر احمد امیرؔ مینائی مولوی کرم محمد مینائی کے خلفِ اصغر تھے۔ ۱۶/ شعبان

---

۱۳ سہ ماہی نخلستان جے پور جلد ۹ شمارہ ۴ ص ۱۰۸ بابت جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء
۱۴ تاریخ لطیف ص ۳۴
۱۵ گلدستۂ خرد المعروف بہ کلامِ کلیم از مولانا محمد عبدالرحیم کلیمؔ لکھنوی ص ۲۶۷ قومی پریس لکھنؤ ۱۹۰۶ء
۱۶ مراد مرزا علی عیشؔ لکھنوی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۲۴۴ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ مینا صاحبؒ کی اولاد میں ہیں اس لیے مینائی کہلاتے ہیں۔ شاعری میں مظفر علی خاں اسیر لکھنوی سے استفادہ کیا۔ ۱۲۷۶ھ میں رام پور تشریف لے گئے اور عدالت دیوانی کے مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں حیدر آباد دکن تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی علالت شروع ہو گئی اور ۱۷ رجمادی الآخر ۱۳۱۸ھ/۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۰ء کو حیدر آباد ہی میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ درج ذیل شہرۂ آفاق شعر امیر ہی کا ہے:

قریب ہے یار و روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا قتل کیونکر ۔۔۔ جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا[43]

مولانا عبد الجلیل نعمانی صاحب نے "غریب الوطنی" (۱۳۱۸ھ) سے امیر مینائی کی تاریخ وفات برآمد کی۔ بقول بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبد الحق صاحبؒ اس تاریخ کا لطف اُس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ منشی صاحب کا یہ شعر بھی پیشِ نظر ہو:

اب نہ ٹھہرونگا کرے میری خوشامد بھی وطن ۔۔۔ کہ بلایا ہے غریب الوطنی نے مجھے[44]

داغؔ دہلوی نے جو قطعہ اس سانحہ پر کہا وہ یہ ہے:

وائے ویلا چل بسا دنیا سے وہ ۔۔۔ جو مرا ہم فن تھا میرا ہمصفیر
(رامپور) مصطفیٰ آباد سے آیا دکن ۔۔۔ یہ سفر تھا اس مسافر کا اخیر
کیا کہوں کیا کیا ہوئیں بیماریاں ۔۔۔ کیا لکھوں تفصیل امراض کثیر
مبتلائے حدتِ صفرا و تپ ۔۔۔ موردِ آزار و اسہال و زحیر (پیچش)
گو بظاہر تھا امیر احمد لقب ۔۔۔ در حقیقت باطناً پایا فقیر
شاہ مینا سے ہے نسلی سلسلہ ۔۔۔ شاعری میں خاص تلمیذِ اسیر

---

[43] انتخابِ یادگار از امیر مینائی ص ۴۴ ناشر اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ ۱۹۸۲ء

[44] چند ہم عصر از ڈاکٹر عبد الحق ص ۱۳ ناشر انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ اگست ۱۹۵۷ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے دعا بھی داغ کی، تاریخ بھی

" قصر عالی پائے جنت میں امیر" [۴۵] ۱۳۱۸ھ

فصلی سنہ میں ایک بامحاورہ زبان میں یہ قطعہ ملاحظہ ہو؛

لوگ کہتے ہیں آئے تھے امیر ۔۔۔ اُن کو بھائی تھی دکن کی مٹی
یاں پہ آتے ہی حضوری پائی ۔۔۔ کیا رسائی تھی دکن کی مٹی

ہوئی اس وصل کی فصلی تاریخ

" مرنے لائی تھی دکن کی مٹی" [۴۶] ۱۳۱۰ فصلی

حکیم میر ضامن علی جلال لکھنوی کے قطعہ کا حاصل تاریخ شعر ہے؛

جلال لکھ دو یہ تاریخ ان کی رحلت کی

" امیر ہو گئے صدرولے ایک مرد غریب" [۴۷] ۱۹۰۰ء

دیگر مختلف قطعات و ابیاتِ تاریخی سے مضمون کے محدود دائرے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ آئندہ قسط میں ہم یہ سلسلہ وفاتِ داغ کے قطعات سے شروع کریں گے بشرطیکہ توفیق ایزدی شامل حال رہی۔ (جاری)

---

[۴۵] تاریخ ادب اردو از رام بابو سکسینہ مترجمہ مرزا محمد عسکری ص ۳۶۰ مطبوعہ ۱۹۸۶ء

[۴۶] چند ہم عصر ص ۱۴۔

[۴۷] تاریخ لطیف ص ۲۷۔

© rasailojaraid.com